Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار - ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ ' ۱۲ - وفا ۱۳۷۲ ہش ' ۱۲ جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۵۴

## مخلوق کے ساتھ سچی محبّت اور حقیقی شفقت کرو

اگر خدا سے رشتہ قائم رکھنا چاہتے ہو اور اس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ اور اس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے، تم بھی اس کی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل)

# ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"نابینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی، آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا، مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے، اس لئے یہ ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلّل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اسے سچّی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴)

"جس قدر ابرار، اخیار اور راستباز انسان دنیا میں ہو گذرے ہیں، جو رات کو اُٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح کر دیتے تھے۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی قوتیں بہت رکھتے تھے۔ اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوّت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے، جو رُوحانی قوت اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ نے دیکھے ہوں گے جو تین یا چار بار دن میں کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوّی اغذیہ پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ صبح تک خراٹے مارتے رہتے ہیں اور نیند اُن پر غالب رہتی ہے"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴)

## سانحۂ ارتحال

○ محترمہ استانی سردار بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سید محمد افضل صاحب ۵ر جولائی ۹۳ء کو صبح نو بجے وفات پا گئیں۔ آپ کی عمر ۹۳ سال تھی۔ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں پر ۹ر جولائی کی صبح فجر کے بعد محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کرائی۔ محترمہ نصرت گرلز سکول قادیان میں کئی سال تک پڑھاتی رہیں اس کے بعد ربوہ میں جامعہ نصرت کے ہوسٹل کی سپرنٹنڈنٹ رہیں۔ قادیان میں حلقہ بیت الفضل کی لجنہ کی صدر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔

احباب انکی بلندی درجات کیلئے دعا کریں۔

## ضرورت کمپیوٹر آپریٹر

اردو نستعلیق کمپیوٹر کے دو آپریٹروں کی ضرورت ہے جو دوست اردو کمپوزنگ کا کام جانتے ہوں اور تجربہ رکھتے ہوں وہ براہ کرم فوری طور پر اپنے صدر صاحب یا امیر صاحب کی تصدیق کیساتھ دفتر الفضل سے رجوع کریں۔ کم از کم تنخواہ بھی لکھیں۔ (مینیجر الفضل)

## کامیابی کا گُر تقویٰ ہے

### از حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

ایک بزرگ نے تقویٰ کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کُھلے کُھلے کپڑے پہنے ہوئے ہوں جو ادھر ادھر لٹکتے جا رہے ہوں اور اس نے ایک ایسے تنگ راستہ سے گذرنا ہو جس سے صرف ایک ہی شخص گذر سکتا ہے اور اس راستہ کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں جن کے کانٹے قدم قدم پر اس کے کپڑوں کو کھینچتے ہوں۔ ایسی جگہ سے جسطرح یہ شخص اپنے کپڑے سمیٹ کر صحیح وسلامت گزر جاتا ہے اور اپنے کپڑوں کو پھٹنے نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنی زندگی میں دنیا کی تمام الائشوں اور تمام گندوں اور تمام ناپاکیوں سے گزر جائے اور اپنے کپڑوں کو ناپاک نہ ہونے دے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ پس کہنے کو تو یہ فقرہ آسان ہے مگر درحقیقت نہایت مشکل ہے اور اس راستہ پر چلنا ہر ایک انسان کا کام نہیں کیونکہ اس کے حصول کے لئے انسان کو بہت سی کوششوں اور ریاضتوں کے کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص ہمت کرتا ہے وہ ضرور کامیاب بھی ہو جاتا ہے اور صرف یہی ایک طریق ہے جس سے انسان دنیا میں اپنے کاموں اور ارادوں میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! متقی بن جاؤ۔ اس بزرگ نے تقویٰ کے معنے بہت درست کئے ہیں۔ تقویٰ کے معنے بچاؤ کرنے کے ہیں۔ انسان کا نفس جسم ہے پاکیزگی اور طہارت اس کا لباس ہے اور دنیاوی پلیدیاں اور گندگیاں کانٹے ہیں جو ہر وقت پاکیزگی اور طہارت کے لباس کو پھاڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں انسان کا کام یہ ہے کہ اپنی ساری زندگی اس راستہ سے صحیح وسلامت گزارنے کی کوشش کرے اور اس کو ایک تنگ راستہ سمجھے۔

(از۔ جمعہ فرمودہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲- وفا ۱۳۷۲ ہش ۱۲- جولائی ۱۹۹۳ء

# غموں کا ایک دن اور چار شادی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب علیل تھے۔ قدرتی طور پر پریشانی تھی۔ بیمار بچے کی والدہ ماجدہ بھی پریشان تھیں اور محبت کا ہر طرح اظہار فرما رہی تھیں۔ لیکن جب بیمار بچہ فوت ہو گیا۔ تو یوں لگا کہ حضرت بانی سلسلہ کی ساری پریشانی دور ہو گئی۔ احباب تعزیت کے لئے آئے تو دیکھا کہ حضور نہایت سکون کے ساتھ خطوط تحریر فرما رہے ہیں۔

۲- حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبار کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہی اخبار اپنے ننھے منھے فرزند حضرت مرزا محمود احمد صاحب۔ جو بعد میں امام جماعت الثانی بنے۔ کو دیا۔ اور پوچھا دیکھو اس میں کوئی بات ہو تو بتاؤ۔ ننھے منھے حضرت محمود نے کہا کوئی ایسی بات دکھائی نہیں دی۔ ایک خبر پہ انگلی رکھ کر حضرت نے فرمایا یہ کسی کی وفات کی خبر ہے۔ اس گھر میں قیامت برپا ہے۔

۳- حضرت امام جماعت الاوّل مطب میں تشریف فرما تھے۔ بیٹا آیا۔ کچھ فرمائشیں کیں۔ فرمایا لے دیں گے۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ کھیلتے کھیلتے بچہ فوت ہو گیا ہے۔ جنازہ پڑھایا تو کچھ توقف کے بعد۔ اور توقف کچھ زیادہ ہی تھا۔ زور سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور بعد میں اس کی وضاحت فرمائی۔

۴- ایک بچے کی ماں فوت ہوئی۔ بچہ جنازہ دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا۔ باپ بھی غم سے نڈھال تھا۔ بچہ کو روتا دیکھ کر کسی قدر تیز آواز میں کہا ماں ہی فوت ہوئی ہے۔ خدا تو زندہ ہے اور یہ بات بچے کے ساتھ ساری عمر رہی۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں اور کوئی فرد ایسا نہیں جسے کوئی نہ کوئی غم نہ ہو۔ ہر شخص کسی نہ کسی طرح غمزدہ ہے لیکن۔ اور یہ بہت بڑا لیکن ہے۔ حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا۔ غموں کا ایک دن اور چار شادی۔ غم تو آتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا "غموں کا ایک دن اور چار شادی" والی بات پوری کرتا رہے۔

---

جو بیٹھ گئے ہیں ترے گھر آ کے، انہیں پوچھ
لگتا ہے کہ کچھ مانگ رہے ہیں ترے در سے
ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے کشکول دعا کے
مانوس ہوئے جاتے ہیں اب جذب و اثر سے

ابوالاقبال

---

وہ جانِ عالم نہاں بھی ہو کر نگاہِ دل سے نہاں نہیں ہے
قدم قدم پر عیاں ہے لیکن قدم قدم پر عیاں نہیں ہے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
کوئی بھی ہستی نہیں ہے ایسی وہ جس کی روحِ رواں نہیں ہے

یہ اپنی اپنی نظر ہے ورنہ اسی زماں میں اسی مکاں میں
کئی ہیں ایسے بھی طور جن کا کسی کو وہم و گماں نہیں ہے

نہ سرفرازی سے کوئی مطلب نہ سرفروشی سے کوئی خطرہ
رہِ محبت کے رہروؤں کو خیالِ سود و زیاں نہیں ہے

کبھی ستانا، کبھی رلانا، کبھی کسی کا لہو بہانا
ذرا تو سوچو اے چیرہ دستو کہ کیا غریبوں میں جاں نہیں ہے

یہ کس نے تم کو بتا دیا ہے کہ اس ستم کی سزا نہ ہو گی
زمیں یہ اب وہ زمیں نہیں ہے کہ آسماں آسماں نہیں ہے

مصلح الدین احمد راجیکی

---

## مُسکراہٹ

زندہ رہنے کا اِک بہانہ ہے
مُسکراہٹ بڑا خزانہ ہے
دِل کو مِلتا رہے گا غم، لیکن
غم کو سینے میں ہی چھپانا ہے

ڈاکٹر حنیف احمد قمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

# افکارِ عالیہ

"بعض جگہ بے انتہاء ضد نظر آتی ہے۔ بعض جگہ انانیت نظر آتی ہے کہ اگر ہم جھک گئے۔ ہم نے دوسرے فریق کے سامنے حساب پیش کر دیئے تو گویا ہماری ناک کٹ گئی ہم ذلیل ہو گئے۔ تو اس کے لئے دو باتیں میرے سامنے ہیں اوّل تو تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنے نفس پر غور کریں اور جہاں تک ممکن ہے اپنے مؤقف کی اصلاح کریں، اپنے مطالبات کو درست کریں اور کوشش کریں کہ مصالحت کے ذریعہ، افہام و تفہیم کے ذریعہ یہ سارے معاملات طے ہو جائیں اگر یہ نہیں ہو سکتا اور ہر فریق یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے کی غلطی ہے۔ بعض دفعہ دیانتداری سے سمجھ رہا ہوتا ہے تو پھر سب سے آسان طریق یہ ہے کہ IRREVOCABLE ثالثی اختیار کر لے یعنی ناقابلِ تنسیخ ثالثی مان لے جس کو عدالت بھی تسلیم کرتی ہے اور پھر اس کی تنفیذ کرواتی ہے۔ اگر دونوں فریق متقی ہیں اور ان کو خوف ہی کوئی نہیں اور ثالث مل کر بتاتا ہے تو پھر بیچاری قضاء کو کیوں مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ عدالتوں میں کیوں ایک دوسرے کا روپیہ اور وقت برباد کرتے ہیں۔ ثالث بنائیں۔ دونوں فریق رضامند ہو جائیں کسی متقی آدمی پر یا اپنا اپنا ثالث چن لیں اور وہ کوئی تیسرا چن لے۔ اگر کوئی فریق اس طریق کو اختیار نہیں کرتا تو اکثر صورتوں میں اس کے اندر کوئی کمزوری ہوتی ہے وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے ثالثی کو مان لیا تو واپسی کی راہ ختم ہو جائے گی اور پھر مجھے لازماً سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا اور میں جو لوٹ مار کرنا چاہتا ہوں اس سے محروم ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر دلوں میں انصاف اور تقویٰ ہے تو سب سے اچھا طریق یہی ہے۔ (۔)

غرض جھگڑے خواہ جائیدادوں کے ہوں یا خاندانوں کے ہوں۔ بہترین طریق یہ ہے کہ ایک فریق اپنی طرف سے ایک حکم کو چن لے اور دوسرا فریق اپنی طرف سے ایک حکم کو چن لے۔ دونوں سر جوڑ کر کوشش کریں اگر وہ سمجھوتہ نہیں کر پاتے تو پھر ایک تیسرے کو چن لیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر قضاء میں آئیں بے شک اپنی مصیبت کو بھی لمبا کریں مجبوری ہے ہم ان کو اس سے باز نہیں رکھ سکتے۔ قضاء میں آئیں لیکن قضاء کا کام ہے کہ جلد از جلد ان فیصلوں کو نپٹانے کی کوشش کرے جو حقوق ہیں ان سے ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ عدل کے تقاضوں کو پورا کریں گے (۔) پس جو حقوق قائم ہیں وہ بہرحال دیئے جائیں گے۔ لیکن یہ میں بتا دیتا ہوں کہ اگر فیصلوں کے بعد کسی فریق نے خواہ وہ کسی خاندان سے تعلق رکھتا ہو خواہ دنیا کے لحاظ سے کسی مقام کا انسان ہو۔ اپنے آپ کو جو مرضی سمجھتا ہو۔ اگر اس نے بعد میں نظامِ سلسلہ سے تعاون نہیں کیا تو اس کو جماعت سے خارج کیا جائے گا ایسے وجود کو ہرگز جماعت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اور جہاں تک انصاف کی چھری کا تعلق ہے وہ رحم سے عاری ہوا کرتی ہے اور اسی کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ فیصلے کرتے وقت، مصالحتیں کرتے وقت رحم اور (بخشش) اور تعلیمات کا کام ہے وہ جس حد تک کوشش کریں، کریں لیکن جب فیصلے صادر ہو جاتے ہیں تو اس وقت کسی قسم کے رحم کی اجازت نہیں دی جاتی۔ دین اللہ میں رأفت کو داخل ہونے کی مجال ہی کوئی نہیں یہ (کلام الٰہی) کی تعلیم ہے۔ پس وہ چھری پھر لازماً چلے گی اور وہ چھری جب چلائی جاتی ہے تو چلانے والے کو بھی کاٹتی ہے۔ یہ بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں مجھے جو ناحق دکھ آپ پہنچائیں گے اس کے بھی آپ ذمہ دار ہوں گے یعنی آپ پر چھری چلاؤں گا۔ میرا دل زخمی ہو رہا ہو گا۔ میں دکھ میں مبتلا ہو رہا ہوں گا۔ ایک مصیبت پڑی ہو گی کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ دکھ اٹھا کر بھی پورے کرنے ہیں تو ایسی صورت میں خواہ مخواہ ایک تیسرے شخص کو جس کی آپ نے بیعت کی ہوئی ہے اس کو بھی اپنے عذاب میں مبتلا کر رہے ہوں گے۔

پس (بخشش مانگیں)، تقویٰ سے کام لیں اور ان ساری مصیبتوں سے قوم کو نجات بخشیں۔ آپ یہ بات یاد رکھیں جب تک ہلکے پھلکے قدموں کے ساتھ ہم آگے بڑھنے کے اہل نہیں ہوتے ترقیات ہمیں نصیب نہیں ہو سکتیں۔

پھر بعض گھریلو جھگڑے ہیں جنہیں دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بعض مرد اپنی عورتوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ گندی زبان استعمال کرتے ہیں۔ اپنی بیویوں پر بدظنی کرتے ہیں اور ان پر بے ہودہ اور ناپاک الزام لگاتے ہیں اور اس میں کوئی شرم اور حیا محسوس نہیں کرتے اور کوئی خوف نہیں کھاتے کہ وہ اپنے معاشرہ کو کس طرح دکھ پہنچا رہے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں کے حقوق پر حقوق مارتے چلے جاتے ہیں۔ پھر جب چاہتے ہیں ایک ردی کپڑے کی طرح ان کو اٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ وہ بچے پالتی ہیں۔ وہ سلائیاں کرتی ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ایسے مردوں میں انسانیت کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ انہوں نے کس آرام سے اپنے بوجھ عورت پر ڈالے اور اس کو تسکین کا ذریعہ بنایا اور جب ذمہ داریاں پیدا ہو گئیں تو ساری ذمہ داریاں بھی اس پر ڈال دیں۔ تو پہلے اس نے مصیبت سے اپنا خون دے کر، اپنی ہڈیاں دے کر، اپنا دماغ دے کر، اپنی ساری طاقتیں دے کر مرد کے بچہ کی پرورش کی ہے اور جب وہ وجود میں آ جاتا ہے، جب اس کی ذمہ داریاں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں تو ایک آرام طلب مرد، آرام کی راہوں پر چلنے والا بڑے آرام سے اس کو کہتا ہے۔ بہت اچھا اب میرا تمہارا گزارا مشکل ہے جاؤ بھاگ جاؤ گھر سے نکل جاؤ۔ بہت بھاری تعداد میں معاشرہ اس دکھ میں مبتلا ہے۔

اس کے برعکس بعض عورتیں ہیں جن کی زبانیں دراز ہوتی ہیں۔ جو گندی تربیت لے کر آئی ہوتی ہیں۔ اولاد کو نیکیوں سے محروم کرنے والی، ان کی بری باتوں کی پردہ پوشی کرنے والی نیکیوں سے باز رکھنے والی ہیں۔ نہ خود عبادت کرتی ہیں نہ عبادت کی تعلیم دیتی ہیں)۔ نہ پاکی ناپاکی کا خیال رکھتی ہیں۔ خاوند کی کوئی مدد نہیں کرتیں بلکہ اس کو نیکیوں سے محروم کر کے اس پر بوجھ بن جاتی ہیں اور خاوند ان کو گھسیٹے پھرتے ہیں بعض ان کو گلے سے اتار بھی دیتے ہیں بعض نہیں اتارتے اور ان کی اولادیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

پس معاشرہ کے یہ سارے دکھ ہیں جن سے ہم نے آزاد ہونا ہے۔ اور ایسے بہت سے دکھ خود ماؤں کی کوکھ میں جنم لے رہے ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک مرد آپ دیکھیں جو سفاک ہے، جو سخت دل ہے، جو عورت پر زیادتی کرتا ہے، باز نہیں آتا بدکلامی سے کام لیتا ہے، بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا تو آپ کو اس کے پس منظر میں ایک بچہ نظر آ جانا چاہیئے۔ جس کی ماں اسے بگاڑ رہی ہوتی ہے اس کی بہنوں کے مقابل پہ اس بچہ کو معبود بنا رہی ہوتی ہے۔ بیٹے کی پرورش ناز و نعمت سے ہو رہی ہوتی ہے بیٹی کو خود ایسی ماں نظر انداز کر رہی ہوتی ہے چنانچہ بچپن میں وہ اپنے بیٹے کے دل میں سفاکی کے بیج ڈال رہی ہوتی ہے۔ ناجائز طریق پر اسکی پردہ پوشی کر رہی ہوتی ہے اس کو سانڈ بنا دیتی ہے۔ وہ محلہ کے بچوں پہ ظلم کر رہا ہوتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ جب ہمسائی عورتیں شکایت کرتی ہیں تو کہتی ہے جہنم میں جاؤ میرا بچہ تو اسی طرح کرے گا اور میرا بچہ تو بالکل ٹھیک ہے وہ غلطی نہیں کر سکتا۔ غرض وہی دکھ ایک لعنت بن کر واپس عورت پر پڑتا ہے جو ماں کی کوکھ سے جنم لے رہا ہوتا ہے اور ایسے بچے جب جوان ہوتے ہیں تو سارے معاشرہ کو عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ معاشرہ کے لئے ایک مصیبت بن جاتے ہیں۔ عورتوں پر ظلم کرتے ہیں بچیوں پر ظلم کرتے ہیں بہنوں پر پھر ان ماؤں پر ظلم کرتے ہیں جنہوں نے ان کو بچپن میں ظلم کی تعلیم دی ہوتی ہے۔

پس معاشرہ کی اصلاح کے لئے بڑی محنت کرنی پڑے گی اس لئے میں جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ ان برائیوں کو جڑوں سے نکال دیں۔ محض ایک انسپکٹر کا کہیں چلے جانا اور مصافحے کروا دینا یا بغل گیریاں کروا دینا کافی نہیں ہے۔ یہ تو بہت ہی بیوقوفوں والا علاج ہے اگر اسی پر بس کر دی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب سب لڑائیاں ختم ہو گئیں۔ ہر چند یہ بھی ضروری ہے۔ اس سے انکار نہیں۔ یہ بیوقوفوں والا طریق تب بنتا ہے اگر بس اسی ظاہری علامت پر ہم راضی ہو جائیں۔ ہمیں تو ان مسائل کی گہرائی تک اترنا پڑے گا۔ جڑوں سے اس کینسر کو نکالنا پڑے گا جو فساد اور اختلاف کا موجب بنا ہوا ہے۔ اس لئے جماعت کے جتنے بھی ادارے ہیں، جتنے بھی مربیان ہیں وہ اس طرف توجہ کریں۔ ماں باپ۔ عورتیں کیا۔ مرد کیا۔ بڑے کیا۔ چھوٹے کیا سب ایک (۔) شروع کر دیں اس بات کے خلاف کہ معاشرہ

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# کس نے کیا کہا
## اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

## فرنٹیئر پوسٹ
۱۰ جون ۱۹۹۳ء

جاوید یوسف زئی (نوشہرہ کلاں صوبہ سرحد) فرنٹیئر پوسٹ کے ۱۰ جون کے شمارے میں خطوط کے کالم میں لکھتے ہیں۔

ہمارے قومی پریس میں گذشتہ ایام میں جمہوریت کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لیکن ہمارے لکھنے والے اور بولنے والوں نے جن کا ذکر پریس میں آیا ہے نے ہماری جمہوریت کی خامیوں کا واضح اور غیر متعصبانہ دانش ورانہ تجزیہ نہیں کیا۔ لکھنے والوں کی اکثریت نے اس دانش ورانہ بصیرت کا اظہار نہیں کیا جو ایک غیر متعصبانہ اور آزاد تجزیہ کے لئے ضروری ہے۔ اگر کسی سیاسی رہنما نے اچانک یہ محسوس کیا کہ آٹھویں ترمیم سے وہ احتساب کے دائرے میں آجاتے ہیں تو انہوں نے اسے غیر جمہوری کہہ دیا اور پھر تمام دانشوروں نے اسی کے مطابق لکھنا اور بولنا شروع کر دیا۔ ان کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی ایک خاص قسم کی جمہوریت یا کسی دوسری قسم کی جمہوریت کو اپنائے بغیر یہ جانے بوجھے کہ اس میں بھی یقیناً کوئی نہ کوئی خامی ہوگی جس کی وجہ سے وہ ہمارے لئے موزوں ثابت نہ ہو۔

ہر کام کی اپنی خصوصیات ہیں اور اپنا سیاسی ماحول ہے۔ سیاسی لیڈروں کا سیاسی قد ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک قوم اور دوسری قوم کے لیڈروں میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس وقت جن حالات میں سے ہم گذر رہے ہیں اگر ہمارے پاس بہترین جمہوری سسٹم بھی موجود ہو تو وہ ہمارے کام نہیں آسکے گا۔ یعنی چل نہیں سکے گا جب تک کہ ہمارے پاس درست قسم کی لیڈر شپ موجود نہ ہو جو اسے کامیابی کے ساتھ چلا سکے۔ ہمارے ملک میں خامیاں اور ناکامیاں جن کا کسی بھی طریقے سے تعلق ہو ان کی وجہ سے فوری طور پر کسی نہ کسی پر الزام عائد کر دیا جاتا ہے اور انتہائی بودی وجوہات اور قربانی کے بکرے پیش کر دیئے جاتے ہیں اور پھر پریس میں مضمون پر مضمون چھپنے شروع ہو جاتے ہیں تاکہ اس گرے ہوئے ہیرو کی حمایت کی جائے۔

جب سے ہمیں آزادی حاصل ہوئی ہے ہم نے مختلف قسم کے دستوروں پر تجربہ کیا ہے اور مختلف قسم کی جمہوریت کے تجربات کئے ہیں۔ ہم نے فوجی حکومت بھی دیکھی ہے اور سول آمریت بھی۔ اور ہماری قوم کی عقل و خرد کو یہ سب کچھ اچھا لگتا ہے اور اس سے ہمارا ایک مثبت کردار سامنے آتا ہے۔ ہم اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ ہر بات کے ساتھ ہر بار تجربہ کریں۔ جو پولیٹیکل لیڈر گر پڑے یا ناکام ہو جائے اسے ہم چھوڑ دیتے ہیں یا جو سیاسی نظام نہ چلے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور ہم اپنی عقل و خرد کو استعمال کرتے ہوئے نئے لیڈروں اور نئے سسٹم پر تجربے کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ ہم نہایت بے صبری کے ساتھ کسی بھی سسٹم کو ختم کر دیتے ہیں۔ محض اس لئے کہ وہ ناکام رہا ہے یا ٹھیک طور سے کام نہیں کر رہا۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہم میں کتنا جوش اور جذبہ ہے کہ ہم کسی بہتر حل کو تلاش کریں جس کے ذریعے صحیح قسم کی لیڈر شپ ہمیں مل جائے۔ اب اس وقت پاکستانی قوم واضح طور پر سیاسی ارتقاء کو جلد جلد آگے بڑھانا چاہتی ہے۔ ہم زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتے۔ وقت ہمارے پاس بالکل نہیں ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ جو دستوری اصلاحات ۱۹۷۳ء کی کنسٹی ٹیوشن میں کی جا سکتی ہیں وہ اس دستور کو ایک مضبوط بنیاد سمجھ کر کی جائیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ بعد میں کیا ہوگا یا یہ بات کیسی نظر آئے گی۔ کم از کم یہ تو ہے کہ ہمارا اپنا ماڈل ہوگا۔ اور ہمارے لئے مناسب رہے گا۔ ہمارے دانشوروں کو اس بات پر پریشان نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ کسی دستور کو یا کسی پارلیمنٹری سسٹم کو جو برطانیہ کا ہے یا صدارتی نظام جو امریکہ کا ہے اس کی نقل کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ان کے اچھے نکات کو لے لینا چاہیئے اور جتنے بھی کامیاب دستور ہیں ان میں جو بھی اچھے نکات ہیں وہ ہمیں لے کر اپنے دستور میں شامل کرنے چاہئیں اور ایسے دستور ہمیں ترقی یافتہ ممالک سے مل سکتے ہیں۔ ان میں کئی باتیں ہمارے مقامی حالات کے مطابق ہمارے لئے مناسب ہوں گی۔ ہمیں ایک ایسا دستور تیار کرنا ہے جو ہماری اپنی خواہش کے مطابق ہو۔ اس بات کی ہمیں ہرگز پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ یہ ملی جلی چیز ہے جسے کھچڑی بھی کہہ سکتے ہیں اور مختلف ماڈلوں سے حاصل کی گئی ہے۔ جب ہم دستور کو بہتر بنانا چاہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل نکات سامنے رکھنے چاہئیں۔

(۱) ہمارے سیاسی نظام کی اندرونی خامیاں کیا ہیں۔

(۲) ہمارے لوگ کس حد تک اب سیاسی بلوغت کو پہنچ چکے ہیں۔

(۳) ہمارے سیاست دان کسی حد تک بلوغت کو پہنچ چکے ہیں۔

ہمارے سیاست دانوں کا بطور پارلیمنٹ کے اراکین کا اور اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کا سیاسی ریکارڈ کیسا ہے۔ ہمارے اعلیٰ درجے کی فوجی لیڈر شپ کا سیاسی نظام میں کیا ذمہ دارانہ کردار ہے۔ اور انہیں کیا حقوق حاصل ہیں۔

موجودہ وقت میں ہم ایک نہایت دلچسپ کوشش میں مصروف ہیں تاکہ پاکستانی سٹائل کی جمہوریت حاصل کر سکیں۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے یہ سب ہمارے سیاسی عمل کا ایک حصہ ہے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارا پریس

## Back to the melting pot

A lot has been said in the past about democracy in our national press but none of the writers or speakers who were published could give a clear and unbiased intellectual analysis of our democratic ills. Most of the writers have not shown the intellectual insight required for an unbiased and frank analysis. If a political leader suddenly feels that the 8th Amendment is subjecting him to accountability he labels it undemocratic and then all intellectuals start writing and speaking against it.

Most of them want to copy one form democracy or the other without realising that those systems might also have certain flaws and snags, which might not suit us.

Every nation has its own characteristics and political environment. The calibre of political leaders varies from nation to nation. In the prevailing circumstances even if we have the very best democratic system in our country, it would not work unless we have the right kind of leadership, who can make it function successfully. In our country the weakenesses and failure of a political leader are immediately blamed on this that or the other. Blatant excuses and scapegoats are found and then articles after articles appear in the national press in support of their fallen hero.

Eversince independence we have been experimenting with various types of constitutions and democracy Pakistan style. We have also been military and civil dictatorship. All this goes along well with the genius of our nation and reflects a very positive national characteristic. We have the guts to experiment with everything. We discard the failed political leaders or democratic systems and the wisdom to experiment with the new leaders or systems. This impatience to discard a system which has filed or is not working properly, reflects the genius of a vibrant pulsating nation, eager to find a still better solution which will throw up the right kind of leadership. The Pakistani nation now clearly wants to speed up the process of democratic evolution. We cannot wait for too long. The time is [illegible] our side. We should therefore continue with the constitutional reforms making the present Constitution of 1973 a solid base for further improvements. No matter how it looks afterwards at least it will be our own model, which will suit us. Our intellectuals should not worry too much about copying the exact replica of the parliamentary system of UK or the presidential system of USA. In fact we should adopt only those good points from various systems successfully being practised in various advanced countries of the world, which suit our local conditions. We have to evolve a constitution of our own liking and temperament. We should not bother if it looks a hotchpotch of various models. While bringing improvements in our present constitution, we should consider the following points: -

a. The inherent weaknesses in our political system.

b. The political maturity of the people as it stands today.

c. The maturity of our politicians as it stands today.

d. The democratic record of our politician as member of parliament and the Provincial Assembly.

e. The responsibilities and privileges of our top military leadership in a democratic set-up.

Currently we are experiencing a very interesting exercise in democracy Pakistan style. Whatever is happening and has happened is all a part of the democratic process. The dismissal of Nawaz Sharif government shows that we have strong system of accountability of a government that has gone berserk and has not performed properly. One can imagine the consequences if the President was not vested with the power to dismiss on inefficient and corrupt Government or an ineffective assembly. In its 2 years tenure neither the parliament nor the prime minister paid any heed to the 100 odd letters written by the President. It shows the kind of political leadrship which is being thrown up by our democratic system in succession. We should again thank our stars that President GIK is an experienced bureaucrat turned politician, who has held very important posts as a government servant. One can imagine the fate of the country if say Mr. Ghulam Haider Wyne or some one like him had been made the president of the country at this point in our history. To our good fortune we are also witnessing a press which is getting increasingly bold and free. When we talk of accountability of the government and the parliament, it is a free, bold, honest and intelligent press, which can contribute a lot.

JAVID YUSUFZAI,
Nowshehra Kalan, NWFP.

THE FRONTIER POST *Thursday June 10, 1993*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روز بروز زیادہ جرأت مند اور آزاد بنتا چلا جارہا ہے۔ جب ہم حکومت کے احتساب کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی پارلیمنٹ کا بھی تو یہ ایک آزاد اور جرأت مند دیانت دار اور دانشورانہ پریس ہی کا حصہ ہے اور یہ پریس اس سلسلے میں بہت کچھ کر سکتا ہے۔

## ڈان

۱۰۔ جون ۱۹۹۳ء

ڈان کے ۱۰؍ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں

## 'Deader than dead'

"YOU can't be deader than dead". (said Aneuron Bevan in a debate in the House of Commons years ago on the comparative destructibility of a 25000 TNT or 35,000 TNT Nuclear bomb). Whether a civilian is killed in Kashmir through an act of terrorism or human rights violation, the status of the perpetrator would make no difference to the victim. What would matter to the survivors in the termination of the situation which makes such acts possible!

Nor is it necessary to revert, once again, to the basis of the partition of Bengal, Punjab and Assam, or to India's annexation of Junagadh, which had acceded to Pakistan, and Hyderabad which never wanted to accede to Pakistan but to remain independent. But in the matter of Kashmir, India has tried, to begin with, to become both a party, the appellant, and the judge. This was one of the two points made in the legal aspect of the dispute in a booklet prepared in 1963 at Ottawa — unfortunately no personal copy was retained — at the time of a debate in the Security Council. It was at once taken up by Krishna Menon in his marathon speech. He said that Kashmir was a political and not a legal issue. Strangely enough, just a paragraph or two later he went back to the legal and not political validity of India's position on the basis of the Maharaja's "accession".

Facts are now coming to light from the Indian horses' mouths as to how India planned and manipulated that "accession". Not only that, it is no longer a secret that the Maharaja affixed his signature not before but after Indian troops had landed in Srinagar (in fact the Maharaja of Patiala's had much earlier but after India had assumed responsibility fo r Patiala's acts), in other words before Kashmir had, by India's own definition, become a part of India. And now, even that has become doubtful whether that signature was affixed at all.

Polemics and rhetoric are not the best means of solving international disputes. Nor is this the occasion to discuss India's "interests" like preservation of its unity or its secularism, or safety of the Muslim minority against a Hindu back lash, or security of the northern areas, and so on. All these factors were there when the UNCIP resolutions were adopted. India was a party to those resolutions and had accepted the plebiscite commitment. It began to resile from it when it realised that, even with Shaikh Abdullah's assistance, a result in India's favour could not be assured. The use of force was then the only means left to it to retain Kashmir. But the more force it has used, the more it has alienated the Kashmiris. Today the alienation is complete. It is this alienation which is purported to be covered up under the charge of the militants' "terrorist acts".

When I was posted in Germany in 1954, I remember, among the very first things which, as it were, hit me in the eye was the conspicuous shortage in general and of the able bodied in particular of men in the 25-45 years age group. The war had taken its toll. I also recall the suggestion of a participant Mrs. Michele Vera Deane of the Columbia University, in a panel discussion held by the Asia Society after the 1965 war. Only American academics took part in it, but Pakistanis and Indians listened in large numbers. She suggested that as Pakistan was showing so much concern for the people of Kashmir she should take in all of them and leave the state with India. The Zionist solution suggested for Palestine was repeated. Perhaps the Zionist experience earlier and more recently the Bosnian has encouraged India to feel that if those who can be pushed could be driven out into Azad Kashmir and, among those who are left, the young men are targeted, and women, children, and old men cowed down into submission by brute repression, the problem of Kashmir would automatically be resolved quite early.

Verbal disapproval of "human rights violations" will not interfere with its immunity to treat the Kashmiris as personal property like slaves in the past. If Israel and now the Serbs can get away with these abuses, why not India? After all, Muslims are the affected party in all cases. And that in reality would not really amount to very much.

Such solutions have proved effective. Whether they will in the long run remains to be seen. Problems created by a dispute cannot be removed until the causal dispute itself is resolved.

S. IRTIZA HUSAIN
Karachi

DAWN THURSDAY, JUNE 10, 1993

ایس۔ ارتضیٰ حسین (کراچی) کہتے ہیں۔

انائرن بیون نے ہاؤس آف کامنز میں کئی سال ہوئے ایک بحث میں کہا تھا کہ مرے ہوئے سے آپ زیادہ نہیں مر سکتے۔ یہ بحث ۲۵ ہزار ٹی۔ این۔ ٹی یا ۳۵ ہزار ٹی۔ این۔ ٹی نیوکلیئر بم کے سلسلے میں تھی۔ کشمیر میں چاہے کوئی شہری دہشت گردی کے عمل کے ذریعے مارا جائے یا انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے ذریعے، جو شخص اس بات کا عامل ہوگا اس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جو لوگ زندہ رہ جائیں گے ان کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہوگی کہ جن حالات میں یہ کچھ ہوا ان کا خاتمہ ہو۔

اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک دفعہ پھر بنگال پنجاب آسام کی تقسیم کی طرف واپس جایا جائے یا اس بات کی طرف کہ ہندوستان نے جوناگڑھ کو اپنے میں ضم کر لیا تھا حالانکہ اس نے پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کا فیصلہ کیا تھا اور حیدرآباد نے تو یہ بات چاہی ہی نہیں تھی کہ وہ پاکستان کے ساتھ مل جائے وہ آزاد ملک کے طور پر رہنا چاہتا تھا لیکن جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے ہندوستان نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ اس مسئلہ میں ایک پارٹی بھی بن جائے اور اپیل کرنے والا بھی اور جج بھی۔

یہ ان دو نکات میں سے ایک ہے جو اس مسئلہ کا قانونی پہلو رکھتے ہیں اور جنہیں ایک کتابچے میں جو ۱۹۶۳ء میں اٹاوہ میں پیش کیا گیا تھا۔ بدقسمتی سے اسکی کوئی ذاتی کاپی بھی نہ رکھی جاسکی اور یہ اس وقت کیا گیا تھا جب سیکورٹی کونسل میں بحث جاری تھی۔ اور کرشنا مینن نے اپنی لمبی تقریر میں اس کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ کشمیر سیاسی مسئلہ ہے نہ کہ قانونی۔ یہ بات کس قدر عجیب ہے کہ یہ بات کہنے کے بعد ایک دو پیراگراف پڑھے اور پھر اپنی بات پر واپس جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ قانونی مسئلہ ہے سیاسی نہیں ہے۔ چونکہ مہاراجہ نے ہندوستان کے ساتھ ملنے کا معاہدہ کیا تھا۔

اب وہ حقائق سامنے آرہے ہیں اور ہندوستانی حکام کے ذریعے ہی یہ بات سامنے آرہی ہے کہ ہندوستان نے کس طرح سکیم بنائی اور اس سکیم کو عملی جامہ پہنایا کہ کشمیر کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ صرف اتنی ہی بات نہیں ہے یہ کوئی راز نہیں ہے کہ مہاراجہ نے اپنے دستخط پہلے نہیں بلکہ ہندوستانی فوجیں سری نگر میں پہنچ جانے کے بعد کئے تھے (حقیقت یہ ہے کہ پٹیالہ کے مہاراجہ نے اس سے خاصا وقت پہلے لیکن ہندوستان کے پٹیالہ کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد دستخط کئے تھے) بالفاظ دیگر کشمیر سے پہلے جیسا کہ ہندوستان کا کہنا ہے ہندوستان کے دعویٰ کے مطابق کشمیر سے بھی پہلے ہندوستان کا حصہ بن چکا تھا۔ اور اب یہ بات بھی مشکوک ہوگئی ہے کہ وہ دستخط کئے بھی گئے تھے یا نہیں۔

جہاں تک لفظی نزاع کا تعلق ہے وہ کسی عالمی مسئلے کو حل کرنے کا باعث نہیں بن سکتے اور یہ موقعہ بھی نہیں ہے کہ ہندوستان کے مفادات پر بحث کی جائے۔ مثلاً اپنی وحدت کو قائم رکھنے کے لئے یا اپنے سیکولرزم کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یا مسلمان اقلیت کو ہندوؤں کے حملوں سے بچانے کے لئے یا شمالی علاقوں کی حفاظت کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ اُس وقت بھی موجود تھیں جب یو۔ این سی آئی پی قرار دادیں منظور کی گئی تھیں۔ ہندوستان اس وقت بھی ان قرار دادوں کے لئے ایک پارٹی کی حیثیت رکھتا تھا اور اس کے بغیر رائے شماری کو تسلیم کر لیا تھا۔ یہ اس وقت پیچھے ہٹنے لگا جب اسے محسوس ہوا کہ شیخ عبداللہ اور اسکی مدد کے بعد ہندوستان کے حق میں نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا۔ فوج کا استعمال صرف اپنے ان کے حق میں تو مفید ثابت ہو سکتا تھا اور اسی طرح کشمیر کو اپنے ساتھ ملائے رکھا جاسکتا تھا۔ لیکن جتنی بھی طاقت اس نے استعمال کی ہے اتنے ہی کشمیری اس سے دور ہوتے چلے گئے ہیں۔ اور آج یہ اتنا دور جا چکے ہیں کہ اسے مکمل دوری کہا جاسکتا ہے۔ یہی دوری وہ چیز ہے۔ جس نے آج دہشت گردی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

میری پوسٹنگ جرمنی میں ہوئی تھی اور یہ ۱۹۵۴ء کی بات ہے مجھے یاد ہے کہ سب سے پہلی بات جو میرے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ عمومی طور پر ۲۵ سے ۴۵ سال کی عمر کے لوگ کہیں نہیں پائے جاتے تھے اور خاص کر وہ جو زخم خوردہ نہ ہوں یعنی جسمانی طور پر سالم و ثابت دراصل یہ لوگ جنگ کی نذر ہو گئے تھے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ایک شریک کار مسز مائیکل ویرا اینڈ VERA EEND جن کا تعلق کولمبیا یونیورسٹی سے تھا نے ایک پینل جس کا انتظام ایشیا سوسائٹی نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد کیا تھا کہا (اس تقریب میں صرف امریکی ماہرین تعلیم

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# وصایا

**ضروری نوٹ:** مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۴۷ ۔ و

MRS. CUCU MANSYUROH HAMIDAH W/O HARUN AL-RASYID پیشہ ۔ عمر ۲۲ سال بیعت ۱۹۸۱-۱-۱۲ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۰-۹-۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) طلائی نیکلس وزنی ۱۲ گرام مالیتی ۔/RP ۳۰۰.۰۰۰ (۲) طلائی BANGLE وزنی ۵ گرام مالیتی ۔/RP ۱۲۵.۰۰۰ (۳) حق مہر ۷۵ ہزار روپے۔ کل جائیداد مالیتی ۔/RP ۵۰۰.۰۰۰ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۲۵۰.۰۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MRS. CUCU MANSYUROH HAMIDAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ HARUN AL-RASYID انڈونیشیا خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد شریف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۴۸ ۔ و

MRS. E. NURAENI SYANAF W/O A. SYANAF SH پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال بیعت ۱۹۸۴ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۰-۹-۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان واقع انڈونیشیا مالیتی ۔/RP ۱.۲۵۰.۰۰۰ (۲) زمین برقبہ ۲۰۰ مربع میٹر واقع انڈونیشیا مالیتی ۔/۱.۰۰۰.۰۰۰ (۳) حق مہر ۔/RP ۵۰.۰۰۰ میزان ۔/RP ۲.۳۰۰.۰۰۰ اس وقت مجھے مبلغ ۔/RP ۳.۰۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں اور تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MRS. NURAENI SYANAF انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ A. SYANAF. SH خاوند موصیہ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد شریف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۴۹ ۔ و

BACHTIAR S/O HUSEN MARAH SUTAN پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۶۹ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱-۳۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) موٹر سائیکل ہنڈا ماڈل ۱۹۸۲ء مالیتی ۔/RP ۶۰۰.۰۰۰ (۲) رنگین ٹی وی سونی ۔/۵۰۰.۰۰۰ RP (۳) ریڈیو اینڈ ٹیپ ریکارڈر ۔/RP ۱۰۰.۰۰۰ (۴) فرنیچر مالیتی ۔/RP ۲۰۰.۰۰۰ کل جائیداد ۔/RP ۱.۴۰۰.۰۰۰ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۱۵۸.۰۰۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ BACHTIAR انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ENUKI DARSU HDK انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ EN-DANG عبدالرحمن انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۰ ۔ و

MAMAN KARNANI S/O AHMAD SATHIBI قوم ۔ پیشہ ٹیچر عمر ۴۰ سال بیعت ۷۸-۸-۲۰ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱-۱-۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ سلائی مشین سنگر مالیتی ۔/۵۰.۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۱۱۳.۰۵۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ MAMAN KARNANI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ROHDIAT AYYUBI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ENCU KI DARSU AHMAD HDK انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۱ ۔ و

HAMIDAH NUSRAT W/O BACHTIAR HUSEN پیشہ ٹیچر عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳-۱-۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی ۵۰ گرام مالیتی ۔/۱.۲۰۰.۰۰۰ RP (۲) حق مہر ۔/۱۲۵۰.۰۰۰ RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۱۵۶.۰۰۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ HAMIDAH NUSRAT ساکن انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ BACH-TIAM HUSEIN ساکن انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ELLY MACH-MUD ساکن انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۲ ۔ و

MRS. ETY NURHAYATI MISNA W/O DUDUNG ZA-FAR AHMAD پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال بیعت ۱۹۸۰-۶-۱۴ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴-۴-۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) گائے مالیتی -/RP ۵۰۰.۰۰۰ (۲) ٹیلی ویژن سیٹ مالیتی -/۱۰۰.۰۰۰ RP (۳) طلائی زیورات مالیتی -/RP ۷۵۰.۰۰۰ (۴) حق مہر -/RP ۱۵۸.۰۰۰ کل جائیداد مالیتی -/RP ۷۸۳.۰۰۰۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۵۰۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ MRS. ETY NURHAYATI MISNA آف انڈونیشیا

گواہ شد نمبر۱۔ DUDUNG ZAFAR خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ AHMAD KASNAWI S/O DASUM آف انڈونیشیا۔

## مہم برائے گنڈوگورو چوٹی کے ٹو بیس کیمپ

○ چھ ممبران پر مشتمل ٹریکرز کی ٹیم ۲۰ جون کو مشہور زمانہ ٹریک کنکارڈیا (CONCORDIA) کے لئے روانہ ہو چکی ہے۔ ٹیم ھوشے وادی (بلتستان) سے اپنا ٹریک شروع کر کے تقریباً ۲۱۰۰۰ فٹ بلند گنڈوگورو چوٹی پر چڑھے گی۔ اور پھر گنڈوگورو درہ سے ہوتی ہوئی کنکارڈیا پہنچے گی۔ جہاں سے پاکستان کے بلند ترین اور دنیا کے دوسرے بلند تر پہاڑ کے ٹو کے بیس کیمپ تک جائے گی اور پھر بالتورو گلیشیر سے ہوتے ہوئے دریا برالدو کے ساتھ ٹریک جاری رکھتے ہوئے اسکولے، داسو اور وادی شگر سے ہوتی ہوئی واپس سکردو پہنچے گی۔ (اللہ نے چاہا تو) اس ۲۵ روزہ دورے میں طارق احمد جان، زبیر احمد خان، مقبول احمد ندیم، سجاد احمد اور طاہر قمر شامل ہیں۔ اور اس گروپ کی قیادت طاہر عمران خان کر رہے ہیں۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ طاہر عمران خان کی ہی قیادت میں کلب ہذا کے ممبران پچھلے سال تقریباً ۱۷۵۰۰ فٹ بلند (جلی پورپیک) سر کر چکے ہیں۔ یہ بڑی مشکل مہم ہے۔ اور کلب کے اراکین تجربہ کار کوہ پیما تو ہیں لیکن راستہ بہت مشکل اور دشوار گذار ہے۔ اسلئے احباب اور بزرگانِ جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ مہم سے بخیریت واپسی کے لئے دعا کریں۔ یہ مہم (مجلس صحت) کے شعبہ ہائیکنگ کے زیرِ اہتمام گئی ہے۔

خاکسار
انوار احمد خان
صدر پراؤڈ پاکستانیز ایکسپلوررز

# اطلاعات و اعلانات

## درخواست دعا

○ مکرم شفیق احمد صاحب سائیکل ورکس ریلوے روڈ ربوہ کی اہلیہ محترمہ کا الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں اپریشن ہوا ہے۔ ابھی کمزوری ہے۔

○ محترمہ بشریٰ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم بدرالدین صاحب کرونڈی ضلع خیرپور کا پتہ اور ہرنیا کا اپریشن مورخہ ۶ جولائی سنہ ۹۳ء کو جنرل ہسپتال لاہور میں ہوا ہے

○ مکرم نظیر الاسلام صاحب سیکرٹری مال میرابھڑکا میرپور آزاد کشمیر معدے کی تکلیف کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

○ مکرم محمد منیر احمد صاحب قاضی احمد ضلع نواب شاہ سندھ میں بعارضہ شوگر اور بعض دیگر عوارض شدید علیل ہیں۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

## نعم البدل

○ عزیزہ امۃ الشافی بنت مکرم عبدالرزاق صاحب امیر ضلع میرپور آزاد کشمیر مورخہ ۳ جولائی سنہ ۹۳ء کو عرصہ ڈیڑھ ماہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئی۔ عزیزہ کی عمر تین سال چار ماہ تھی اور تحریک وقف نو میں شامل تھی۔ تین جولائی کو میرابھڑکا میں مکرم ملک یوسف سلیم صاحب مربی سلسلہ نے جنازہ پڑھایا اور تدفین کے بعد مکرم عبدالوحید صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

## سوزوکی کیری برائے فروخت

○ دفتر صدر عمومی کی گاڑی سوزوکی کیری ۹۱ ماڈل برائے فروخت ہے۔ خواہشمند دوست صدر عمومی ربوہ سے رابطہ کریں۔

## اعلان دارالقضاء

(مکرم محمد منیر گورایہ صاحب بابت ترکہ محترمہ احمدی بیگم صاحبہ)

○ مکرم محمد منیر صاحب گورایہ مکان نمبر ۱۴۴۔II۔C بلاک نمبر ۴ گرین ٹاؤن لاہور نے درخواست دی ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ احمدی بیگم صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پاگئی ہیں۔ لہذا اُن کا قطعہ نمبر ۱۹/۱۱ دارالنصر ربوہ کا نصف حصہ برقبہ دس مرلہ ہمارے بچوں کے نام بحصہ مساوی تقسیم کر دیا جائے۔ میں اپنا ۱/۸ حصہ بھی بچوں کے حق میں ہبہ کرتا ہوں۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکرم محمد منیر گورایہ صاحب — خاوند
۲۔ 〃 رفیق احمد انبساط صاحب — بیٹا
۳۔ 〃 شفیق احمد صاحب گورایہ — 〃
۴۔ محترمہ حکمت اللہ بیگم صاحبہ — بیٹی

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

## صدقات برائے نادار مریضان

صدقات بلاؤں کو ٹال دیتے ہیں اور ناگہانی آفات سے بچاتے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کا علاج احباب جماعت کے صدقات و عطیات سے ہوتا ہے۔ احباب جماعت سے اس مد میں فراخدلی سے عطیات دینے کی گزارش ہے

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال)

بقیہ: ص ۵

شامل تھے۔ لیکن ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اس میں خاموشی سے شامل ہو سکیں یعنی صرف سننے کے لئے) اس خاتون نے کہا کہ پاکستان کشمیر کے متعلق بہت تشویش کا اظہار کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ تمام لوگوں کو اپنے ہاں لے لے اور اس ریاست کو ہندوستان کے ساتھ چھوڑ دے۔ یہی کچھ صیہونیوں کا فلسطینیوں کے متعلق پیش کیا گیا حل تھا۔ شائد صیہونی تجربہ جو اس سے پہلے کیا جا چکا تھا اور جواب بوسنیا کو پیش آیا ہے نے ہندوستان کی ہمت بندھادی ہے کہ وہ یہ محسوس کرے کہ جن لوگوں کو نکالا نہیں جا سکتا یعنی مقبوضہ کشمیر سے نکال کر آزاد کشمیر میں نہیں دھکیلا جا سکتا اور جو لوگ رہ جائیں ان میں نوجوانوں، بچوں اور عورتوں کو ہدف بنایا جائے اور بوڑھے لوگوں کو ڈرا دھمکا لیا جائے تاکہ وہ مجبور ہو کر ہندوستان کی بات ماننے کے لئے تیار ہو جائیں اور ایسا انتہائی ظالمانہ روش کے ساتھ کیا جائے۔ ہندوستان سمجھتا ہے کہ ایسا کرنے سے کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جہاں تک انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا تعلق ہے وہ ان کی اس حیثیت میں کہ وہ کشمیریوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں بد اخلاق نہیں کرے گی۔ کیونکہ انہیں ان کی ذاتی جائیداد سمجھا جاتا ہے جیسا کہ پرانے زمانے میں غلاموں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اگر اسرائیل اور اب سرب لوگ زیادتیوں کے باوجود ٹھیک ٹھاک ہیں تو ہندوستان ایسا کیوں نہ کر سکے۔ آخر کار ان سب واقعات میں مسلمان ہی متاثرہ لوگ ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔ ایسے حل مؤثر ثابت ہوتے ہیں چاہے طویل عرصے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ابھی ان کے نتائج پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ جو مسائل کسی جھگڑے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ اس وقت تک ختم نہیں کئے جا سکتے۔ جب تک کہ وہ جھگڑا بذات خود حل نہ ہو جائے۔

بقیہ ص ۳

سے ہم حرص و ہوا اور لہو و لعب کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریاں بھی دور کر دیں گے اور تفاخر اور زینت اور تکاثر کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی یہ ساری بیماریاں بھی دور کر دیں گے (ب) محض نصیحت کے ذریعہ نہیں بلکہ ان کا دکھ محسوس کرتے ہوئے، ان کے بوجھ بانٹتے ہوئے خود اپنی جان کو مشقت میں ڈال کر ان کے لئے دعائیں کرتے ہوتے، اگر اس طرح آپ بدیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے تو (اللہ نے چاہا تو) ضرور دور ہوں گی ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل ۲۱ نومبر ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

ربوہ: ۱۱۔ جولائی۔ بادل چھانے کی وجہ سے اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے کی وجہ سے موسم بہتر ہے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ سیاسی بحران پر ریفرنڈم نہیں کروایا جائے گا۔ انہوں نے سکھر میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میری اور صدر کی ملاقات مخلصانہ اور ہوشمندانہ ماحول میں ہونی ضروری ہے۔ میں مثبت انداز میں سوچتا ہوں اور دوسروں سے بھی اسی طرز عمل کی امید رکھتا ہوں۔

○ وزیراعظم گذشتہ روز سندھ کے دورے پر گئے تو ایک بار پھر وزیراعلیٰ ان کے ساتھ نہیں تھے۔ وفاقی وزیر الٰہی بخش سومرو نے کہا کہ وزیراعلیٰ اور گورنر استقبال کے لئے نہیں آئے۔ یہ شرم کی بات ہے کہ مہمان آئے اور میزبان نہ ہو۔

○ وزیراعظم اپنے گذشتہ روز کے دورۂ سندھ کے دوران بغیر پروگرام کے لاڑکانہ شہر تشریف لائے۔ بازاروں میں وزیراعظم کو دیکھ کر ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ وزیراعظم نے سندھی ٹوپی اور اجرک پہنی ہوئی تھی۔ انہوں نے شہر کی حالت بہتر بنانے کے لئے ایک کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا۔ اسی طرح شہر میں انجینئرنگ کالج بنانے کا بھی اعلان کیا۔

○ صدر اور وزیراعظم کے درمیان گذشتہ روز جو ملاقات ہونی تھی وہ نہ ہو سکی۔ وزیراعظم کے عملے نے ایوان صدر سے رابطہ قائم کیا اور ملاقات کا وقت پوچھا تو بتایا گیا کہ صدر محترم آرام کر رہے ہیں صدر کسی بھی ورکنگ ڈے میں صرف دفتری اوقات میں مل سکتے ہیں۔ یہ ملاقات اب پیر کے روز متوقع ہے۔

○ حکومت نے لانگ مارچ کو ناکام بنانے کے لئے جو حکمت عملی تیار کی ہے اس کے تحت پٹرول اور ڈیزل کی سپلائی بند کر دی جائے گی۔ تاریخ کے اعلان سے پہلے ہی پنجاب اور سرحد کو تیل کی سپلائی میں ۲۰ فیصد کمی کر دی گئی ہے

○ لاہور ہائیکورٹ میں ۱۱ رکنی فل بنچ کے روبرو حکومت کے وکیل راجہ انور نے عدالت سے درخواست کی ہے کہ موجودہ فل بنچ میں شامل ۵ فاضل جج صاحبان پہلے فیصلہ سنانے والے بنچ میں بھی شامل تھے۔ جب تک عدالت عالیہ کے پہلے مختصر حکم کا مکمل فیصلہ نہیں آتا موجودہ کیس پر کارروائی روک دی جائے۔ اس پر فاضل چیف جسٹس نے کہا کہ اس قسم کے فیصلے چند دنوں میں نہیں لکھے جاتے اس میں وقت لگتا ہے۔

○ مولانا کوثر نیازی نے کہا ہے کہ صدر اسمبلیاں توڑ دیں اور نگران وزیراعظم ایمرجنسی نافذ کر کے عدالت کا دائرہ اختیار ختم کر دیں انہوں نے کہا کہ جولائی میں کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ لانگ مارچ کے شرکاء حکومت کے خاتمے پر ہی محاصرہ ختم کریں گے ان پر نہ تو فوج گولی چلائے گی اور نہ ہی رینجرز۔

○ ممتاز جریدے فار ایسٹرن اکنامک ریویو نے کہا ہے کہ کوئی غیر ملکی اگر ان دنوں پاکستان میں آ کر اس الجھن میں مبتلا ہو جائے کہ ملک پر اصل حکومت کس کی ہے تو اس کے لئے اسے مورد الزام ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ پاکستان میں کاروبار حکومت تقریباً مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔

○ وائس آف جرمنی نے بتایا ہے کہ سعودی عرب نے صدر پاکستان اور وزیراعظم کے درمیان مصالحت کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ سعودی شہزادہ ترکی الفیصل نے تنازعہ میں ملوث فریقوں سے کئی مرتبہ بات چیت کی ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے امید ظاہر کی ہے کہ اپوزیشن اور حکومت کے درمیان جلد صلح ہو جائے گی۔

○ امریکہ کے صدر کلنٹن نے ایک بار پھر عراق پر حملے کی دھمکی دے دی ہے عراق نے ایٹمی تنصیبات کا معائنہ کروانے سے انکار کر کے سنگین مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ یہ بات ٹوکیو میں امریکی صدر نے اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے کہی

○ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی نے نواز شریف سے مذاکرات کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ پانچ لاکھ کارکن لانگ مارچ کر کے اسلام آباد جائیں گے اور حکومت کے خاتمے تک دھرنا دیئے رکھیں گے۔

○ نوابزادہ نصراللہ خان نے چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید کو ایک خط میں کہا ہے کہ حکومت کو لانگ مارچ کے دوران نیم فوجی دستے استعمال نہ کرنے دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو تشدد کی اجازت نہیں دیں گے۔

○ ملک کے مختلف علاقوں میں بارشیں ہو رہی ہیں۔ چناب اور جہلم میں مختلف جگہوں پر سیلاب آ گیا ہے۔

○ ایئر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ لانگ مارچ فوج کو اقتدار میں آنے کی دعوت دینا ہے۔ بی بی سی نے کہا ہے کہ لانگ مارچ حکومت کے لئے نئی مشکل کھڑی کر دے گا۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ عوام کو جلد جنرل ضیاء الحق زندہ نظر آئیں گے محرم الحرام کے دوران ہی ایسی تاریخ لکھی جائے گی۔ جس پر پوری قوم کف افسوس ملتی نظر آئے گی۔


**خواتین توجہ فرمائیں**

سلائی کٹائی، چائنیز اور کانٹینینٹل کھانے سیکھیئے۔

ــــ رابطہ کے لئے ــــ

**عطیہ اکیڈمی ۲۱/۱۱ صدر جنوبی ۲ ربوہ**



**صاحب اولاد**

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

| | | |
|---|---|---|
| DWARFISHNESS COURSE | 100 | چھوٹا قد کورس |
| BED URINE COURSE | 35 | بول بستری کورس |
| MITTI CHOUR COURSE | 20 | مٹی چھوڑ کورس |
| BABY GROWTH COURSE | 30 | بے بی گروتھ کورس |
| MARASMUS COURSE | 60 | سوکھا پن کورس |
| BABY TONIC | 12 | بے بی ٹانک |
| SLOW DENTITION CURE | 20 | آہستہ دانت نکالنا کیور |
| IRREGULER TEETH CURE | 20 | بے ترتیب دانت کیور |

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیورہ ہومیڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606



**ڈرمیکس۔ ڈرموکیور کریم**

خارش، داد، چنبل، اگزیما، پھوڑے پھنسیاں اور دیگر بے شمار جلدی عوارض کی ایک ہی کریم انگریزی یونانی اور ہومیوپیتھک سٹورز سے بھی مل سکتی ہے۔

ــــ تیار کردہ ــــ

**بھٹی ہومیوپیتھک کلینک۔ رحمت بازار ربوہ**



ربوہ میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں

7 . 6 . 5

حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

پُرامید واحد علاجگاہ

ملتان میں ہر ماہ کی 25 تا 28 تاریخ کو

دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف

بانی

دواخانہ حکیم نظام جان

اقصیٰ چوک ربوہ فون: 558

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

منڈی بہاؤالدین میں ہر ماہ کی 8 تاریخ کو

☎ 218527

پوسٹ بکس 222 چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

کراچی میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں

12 تا 18

حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں۔